Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اقبال اور فیض کے کلام میں شیخ و ناصح کے کرداروں کا مطالعہ

SHEIKH AND NASIH'S CHARACTERS IN IQBAL AND FAIZ POETRY

☆ڈاکٹر رابعہ سرفراز، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

☆☆روبینہ یاسمین، ریسرچ سکالر، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

☆☆☆ڈاکٹر سمیرا شفیع، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد

Abstract:

Study of Sheikh and Naaseh's characters In the poetry of Iqbal and Faiz. We can easily find the characters of Sheikh'Naseh and Mulla in traditional Urdu poetry. These characters are presented as symbols of social injustice and moral ugliness. This article is a study of Sheikh and Naseh's characters reference to the poetry of Iqbal and Faiz. They described the colours of these characters regarding our social problems and moral values.They have ironically divided our society in two different parts of religion and materialistic world. In this article there are various examples of Urdu poetry from Iqbal and Faiz to explain the topic.

Keywords: Characters, ironically, Materialism, Injustice, Traditional

شیخ 'زاہد' ملا' واعظ' ناصح جیسے کرداروں کا بیان اردو شعرا کے ہاں بہ کثرت نظر آتا ہے۔ معاشرتی ناہمواریوں اور اخلاقی کج رویوں کے حوالے سے یہ کردار علامتی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اقبالؔ اور فیضؔ کے ہاں بھی ان کرداروں کا ذکر ملتا ہے۔

"بانگِ درا" کی نظم "زہد اور رندی" میں اقبالؔ ایک مولوی صاحب کی کہانی بیان کرتے ہیں جن کی صوفی منشی کا بہت شہرہ تھا اور تمام اعلیٰ و ادنیٰ ان کا ادب کرتے تھے۔ مولوی صاحب کا موقف تھا کہ تصوف میں شریعت اس طرح پوشیدہ ہے جیسے الفاظ میں معانی و مفہوم۔ وہ اپنی کرامات کے بیان کو مریدوں کی تعداد بڑھانے کا ذریعہ بناتے تھے۔ مدت سے اقبال کے ہمسائے میں رہتے تھے 'اقبال کے ایک شناسا سے پوچھنے لگے کہ اقبال جسے شعر و معانی پر عبور ہے 'احکامِ شریعت کی پابندی میں کیسا ہے کیوں کہ مَیں نے سُن رکھا ہے کہ وہ ہندو کو کافر نہیں سمجھتا' اس کی طبیعت میں تشیُع بھی ہے 'حضرت علی کے فضائل بھی بیان کرتا ہے اور راگ کو عبادات میں شمار کرتا ہے۔ اس کا مقصد مذہب کی خاک اُڑانا ہے اور دیگر شعرا کی طرح اسے بھی حسن فروشوں سے کوئی عار نہیں ہے۔ شب کو گانا اور سحر کو تلاوت اس کا معمول ہے مگر اب تک مجھ پر اس رمز کے معانی نہیں کھلے۔ مَیں نے اپنے مریدوں سے یہ بھی سنا ہے کہ اس کی جوانی بے داغ ہے۔ اقبال گویا مجموعہءِ اضداد ہے۔ حکمت کی باتیں بھی جانتا ہے 'رندی سے بھی آگاہ ہے 'شریعت سے واقف ہے 'تصوف کا علم رکھتا ہے۔ ہم پر اس شخص کی حقیقت نہیں کھُل رہی۔ یہ کسی اور ہی اسلام کا بانی لگتا ہے۔ مولوی صاحب نے اس حوالے سے ایک طویل وعظ دیا۔ اقبال کو اپنے احباب کی زبانی اس کی خبر ہو گئی۔ اک دن سرِ راہ ملے اور باتوں باتوں میں پھر وہی ذکر چھڑ گیا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے مَیں آپ کو شریعت کی راہ دکھانا چاہتا تھا، اس لیے یہ شکایت کی۔ اقبالؔ فرماتے ہیں:

گر آپ کو معلوم نہیں میری حقیقت
پیدا نہیں کچھ اس سے قصورِ ہمہ دانی
مَیں خود بھی نہیں اپنی حقیقت کا شناسا
گہرا ہے مرے بحر خیالات کا پانی
مجھ کو بھی تمنا ہے کہ 'اقبال' کو دیکھوں
کی اس کی جدائی میں بہت اشک افشانی
اقبالؔ بھی ' اقبال' سے آگاہ نہیں ہے

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے(۱)

اقبال کو ایسے واعظ سے ضد ہے جو ترکِ دنیا کی تعلیم دیتے ہوئے محض آخرت کی اہمیت پر زور دے۔ انھیں واعظ کے قول و فعل میں موجود تضاد بری طرح کھٹکتا ہے۔ اگر مسجد میں بیٹھا شیخ تسبیح سے اپنے رشتے اور تعلق کی مضبوطی بر قرا نہیں رکھ سکتا تو کچھ بھی لائقِ تحسین نہیں ہے اور اگر بت کدے کا برہمن اپنے عقیدے پر پختگی سے کاربند ہے تو وہ بلاشبہ قابلِ تعریف ہے۔

واعظ ! کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے(۲)

اقبال کے نزدیک انسان خود مختار ہے اس نے اپنی زندگی کا مقصد خود پیدا کرنا ہے۔ اپنی قسمت کا فیصلہ بھی خود کرنا ہے۔ مسلمان کو عقیدہ آخرت کا یقین بھی ہے مگر پھر بھی آخرت کی فکر نہیں ہے۔ بقول یوسف حسین خاں:

"اقبال کے نزدیک زمانے ہی کا دوسرا نام تقدیر ہے۔ اگر پہلے سے مقرر شدہ حقیقت کو تسلیم کیا جائے تو عالم ایک بندھے ٹکے منصوبے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، جس سے منفرد حوادث اپنی اپنی جگہ وقوع پذیر ہوتے ہیں۔"(۳)

اقبال کی خواہش تھی کہ انسان کو وطنیت سے پاک ہونا چاہیے۔ وہ ہندوستان کی آزادی اور عظمت کے خواہاں تھے اور انھیں یہ بھی ڈر تھا کہ آزادی صرف آقاؤں کی تبدیلی نہ ہو۔ ظلم کی قوتیں گوروں کے ہاتھوں سے کالوں کے ہاتھوں میں آجائیں۔

واعظ ثبوت لائے جو مَے کے جواز میں
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے(۴)

"شیخ صاحب ہاتھ میں تسبیح کے دانے گھماتے پرہیز گاری اور تقویٰ کی تلقین کرتے ہیں مگر در حقیقت دین کی روح کے ساتھ ان کا رشتہ کس قدر کمزور ہے یہ سب ہمیں آج کے معاشرے میں جابجا نظر آتا ہے۔ اس کے برعکس برہمن جسے ہم کافر کے لقب سے نوازتے ہیں اپنے عقیدے پر مضبوطی سے کاربند ہے۔

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتہء تسبیح شیخ
بُت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ(۵)

مسلمانوں کی تسبیح و مناجات میں روح باقی نہیں ہے۔ تسبیح کی دانہ شماری ایک میکانکی فعل ہے۔ ہاتھوں میں تسبیح لے کے دنیاداری کی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ مشہور نقاد اور اقبال شناس خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں:

"اقبال نے سچ کہا تھا کہ چھپا جاتا ہوں اپنے دل کا مطلب استعاروں میں، لیکن مُلّا پر اس نے بے استعارہ اور بے نقط تبرّا بھی کیا ہے۔ اس پر بھی ملا ناراض نہیں ہوئے۔ یہ شاعری کا معجزہ ہے یا اقبال کی کرامات۔ لیکن اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہر مُلّا جو ملائیت کی سیرت و کردار کے اس خاکے کو پڑھتا ہے، وہ یقین رکھتا ہے کہ یہ دوسرے ملاؤں کی نسبت ہے اور دوسرے ملا ایسے ہی ہوتے ہیں، میں بفضل ایسا نہیں ہوں" (۶)

اقبال اعلیٰ درجے کے شاعر ہی نہیں وہ مصلح بھی ہیں۔ مولویوں کو اقبال اپنے مقابلے میں نماز کا اتنا پابند نہیں دیکھتے تھے۔ اقبال لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

مسجد تو بنا لی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
دل اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

بقول اقبال:

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے
وعظ میں فرمادیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہوگئے(۷)

"بانگِ درا" کے ظریفانہ کلام میں شیخ صاحب کو بارہا موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ ہندو مسلم تنازعات پر کفِ افسوس ملتے اقبال شیخ اور برہمن کے غیر ضروری مباحث اور جھگڑوں سے بیزار نظر آتے ہیں۔

اے شیخ و برہمن سنتے ہو ! کیا اہلِ بصیرت کہتے ہیں
گردُوں نے کتنی بلندی سے ان قوموں کو دے پٹکا ہے
یا باہم پیار کے جلسے تھے دستورِ محبت قائم تھا
یا بحث میں اُردو ہندی ہے یا قربانی یا جھٹکا ہے(۸)

اقبال ہی نہیں میر تقی میر نے بھی شیخ کا لفظ بہت زیادہ استعمال کیا ہے اور اس کی تضحیک کی روایت کو نبھایا ہے۔ یہ لفظ اردو شاعری میں قول و فعل میں تضاد کی علامت بن گیا ہے۔ میر کے چھے غزلیہ دیوان ہیں، جن میں سے کئی بار یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

انھیں ظریفانہ اشعار میں ستم ظریف شیخ کے وعظ پر مشتمل ایک اور بیانیہ ہے جس میں شیخ صاحب مشرک سے لین دین کو شرک قرار دیتے ہوئے ایسا کرنے والے مسلمانوں کو عقل و ہوش سے بیگانہ قرار دیتے ہیں۔ کافر کے ہاتھ کی ہر چیز ناپاک ہونے کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ ایسے میں اقبال کے درج ذیل اشعار ملاحظہ فرمائیں:

کیوں اے جنابِ شیخ ! سُنا آپ نے بھی کچھ
کہتے تھے کعبے والوں سے کل اہلِ دَیر کیا
ہم پوچھتے ہیں مسلم عاشق مزاج سے
اُلفت بتوں سے ہے تو برہمن سے بیر کیا ! (۹)

اقبال نے باقی شعرا کی طرح صرف لطیفہ بازی سے کام نہیں لیا بلکہ ان کے دل میں ملت کا درد ہے انھوں نے بھی لکھا ہے اس میں اشاروں اور کنایوں سے اصلاح کی کوشش کی ہے بقول یوسف حسین:

"اقبال شاعر حیات ہے اس نے اپنے کلام میں آرزو مندی اور سوز و ساز زندگی کے موضوع کو نہایت لطیف اور نادر استعاروں اور تشبیہوں میں بیان کیا ہے۔"(۱۰)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

اسلام دینِ رحمت ہے اور اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے مگر واعظوں اور ناصحوں نے دین میں مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ اقبال مسلمانوں کو دین کی طرف راغب کرتے ہیں اور ان فرقہ پرستوں سے دور رہنے کا کہتے ہیں۔ بلا شبہ چودھویں صدی کے علما سے تو حیوان بھی پناہ مانگتے ہیں۔ ان کے مسئلے مسائل میں کافروں کے ساتھ لین دین اور تجارت بھی گناہ ہے۔ بقول اقبال:

فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ
کفار ہند کے ہیں تجارت میں سخت کوش
مشرک ہیں وہ جو رکھتے ہیں مشرک سے لین دین
لیکن ہماری قوم ہے محرومِ عقل و ہوش
ناپاک چیز ہوتی ہے کافر کے ہاتھ کی
سُن لے اگر ہے گوش مسلماں کا حق نیوش
اک بادہ کش بھی وعظ کی محفل میں تھا شریک
جس کے لیے نصیحتِ واعظ تھی بارِ گوش
کہنے لگا ستم ہے کہ ایسے قیود کی
پابند ہو تجارتِ سامانِ خوردونوش
مَیں نے کہا کہ آپ کو مشکل نہیں کوئی
ہندوستاں میں ہیں کلمہ گو بھی مے فروش(۱۱)

اسی طرح کے مزید اشعار جن میں صوفی اور ملا کو موضوعِ سخن بناتے ہوئے اقبال نے گیتا میں قرآن اور قرآن میں گیتا کے نظریے کو بیان کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ صوفی وملا میرے جنون کی گہرائی کو کسی طور نہیں جان سکتے۔ انھیں فلسفی دل کی موت اور ملا اندیشہ و نظر کا فساد معلوم ہوتا ہے۔

یہ آیہ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر
گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا
کیا خوب ہوئی آشتیِ شیخ و برہمن
اس جنگ میں آخر نہ یہ ہارا نہ وہ جیتا
مندر سے تو بیزار تھا پہلے ہی سے 'بدری'
مسجد سے نکلتا نہیںٗ ضدی ہے ' مسیتا '(۱۲)

اقبال شیخ اور ملا کی حقیقت سے بخوبی آشنا تھے۔ اسی لیے انھوں نے ان کی دوہری شخصیت کے بارے میں اپنی شاعری میں حقارت کا اظہار کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم:

"ملا اگر شریعت کا پابند ہوتا، گو اس کی روح سے پوری طرح آشنا نہ بھی ہوتا تو بھی اقبال کے دل میں ملائیت کے خلاف اس قدر حقارت کا جذبہ پیدا نہ ہوتا۔ لیکن وہ دیکھتا تھا کہ ملا شریعت میں بھی فقط ان باتوں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

کی ظاہری پابندی کرتا ہے جن میں اس کو کچھ مادی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔لیکن اگر اپنے مادی مفاد پر زد پڑتی تو پھر شریعت کے احکام کو بھی یا تو نظر انداز کردیتا ہے یا ان کی حسب منشا تاویل کر لیتا ہے۔"(۱۳)

عصرِ حاضر میں ہمارے معاشرے کی کجی اور فساد کا سبب بننے والے اعلانات اور نظریات اقبال کے زمانے میں بھی جوبن پر تھے۔یہی سبب ہے کہ اقبال فرماتے ہیں کہ مَیں اس معرکے کا انجام جانتا ہوں جس میں ملا غازی ہوں۔اسی طرح مسجد کے منبر پر بیٹھے شیخ صاحب قلم کی اہمیت کے گُن گاتے نظر آتے ہیں مگر عملی طور پر اس سلسلے میں ان کے افکار ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔اسی پس منظر میں اقبال فرماتے ہیں :

مَیں جانتا ہوں انجام اُس کا
جس معرکے میں ملا ہوں غازی(۱۴)

علامہ اقبال نے مولوی حسین احمد دیوبندی کے بارے میں لکھا کہ اس نے بڑی بے وقوفی کی بات کی ہے۔بقول اقبال:

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زِ دیوبند حسین احمد چہ بو العجبی ایست
سرود بر سرِ منبر کو ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ایست

ترجمہ: گونگے شخص نے ابھی رموزِ دین سے آگاہی حاصل نہیں کی۔ حسین احمد دیوبندی نے بڑی بےوقوفی کی بات کی ہے منبر پر چڑھ گا رہا ہے کہ ملتیں اوطان سے تشکیل پاتی ہیں۔اسے چاہیے کہ اپنے آپ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان پیدا کرے۔کیونکہ آپ ہی کی ذات مبارکہ مکمل دین ہے۔

استعماریت نے ہر دور اور ہر عہد میں شیخ و ملا کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کیا ہے اور اپنے من پسند فتوے اور بیانات عام کروائے ہیں۔اقبال کو صوفی کی طریقت میں محض مستِ احوال اور ملا کی شریعت میں مستیِ گفتار کی جھلک نظر آتی ہے۔

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر(۱۵)

اقبال نے دیکھا کہ مدعیان دین اور حامیانِ شرع متین میں نہ افکار کی بلندی پائی جاتی ہے، نہ حوصلہ مندی، نہ دل بے تاب ہے اور نہ دل گرم ہے اور نہ نگاہ پاک، تو اس نے اس طبقے کو دین کے لئے خطرہ سمجھا۔ایسے لوگوں کو جب سوجھے گی کوئی ادنیٰ بات ہی سوجھے گی۔کسی بلند مقصد کے لئے قربانی تو درکنار وہ مقصد ہی ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

ایک صوفی اور ملا کی حقیقت کو اقبال اس طرح بیان کرتے ہیں:

صوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
ملا کی شریعت میں فقط مستیِ گفتار(۱۶)

اقبال کی طرح فیض بھی شیخ صاحب سے از حد نالاں اور گریزاں نظر آتے ہیں۔انھیں بھی شیخ کے کھلے تضاد سے الجھن اور پریشانی ہوتی ہے اور وہ بھی شیخ کے دہرے پیمانوں اور معیارات کے سخت خلاف ہیں۔بادہ خواروں کا انبوہ سوئے حرم چلے تو زاہد کو لازم ہے کہ ترمیمِ زہد کرلے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

آج تک شیخ کے اکرام میں جو شے تھی حرام
اب وہی دشمنِ دیں،راحتِ جاں ٹھہری ہے[۱۷]

شیخ کو جو اپنے مفاد میں نظر آتا ہے اس کے لیے وہ کوئی راہ نکال لیتے ہیں اور جس میں اپنا مادی فائدہ نہ ہو اس سے دور رہتے ہیں۔
یوسف حسین رقم طراز ہیں:

"اس نے جو کچھ کہا ہے وہ بر بنائے بصیرت اور بر بنائے تجربہ کیا ہے، اس کا انداز ظریفانہ نہیں بلکہ اس کی تہ میں درد و رنج ہے، اکثر اشعار میں ملا پر جو اعتراض کیا ہے اس کی وجہ بھی بتائی ہے۔"[۱۸]

زاہد نے تقویٰ اور پرہیز گاری کا جو پیمانہ مقرر کر رکھا ہے فیض کی طبع پہ گراں گزرتا ہے۔ بظاہر دین و مذہب کا پرچار کرنے والے کن اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔

مجرم ہو خواہ کوئی رہتا ہے ناصحوں کا
روئے سخن ہمیشہ سوئے جگر فگاراں[۱۹]

اس حقیقت سے ہر صاحب شعور واقف ہے۔ مسجد، مدرسہ اور خانقاہ جو کبھی اعلیٰ دینی و مذہبی تربیت کے مراکز تھے اب وہاں دین کے پردے میں ایسے بے شمار کام کیے جا رہے ہیں جو انسانیت کے نام پر دھبہ ہیں۔ اس قسم کے نام نہاد ناصح دین اور قوم کے لیے شرمندگی کا سبب ہیں۔

ہے اب بھی وقت زاہد، ترمیمِ زُہد کر لے
سوئے حرم چلا ہے انبوہِ بادہ خواراں[۲۰]

فیض کی شاعری پر اقبال کے اثرات تھے۔ اس بات کو وہ قبول بھی کرتے تھے۔ بقول صلاح الدین:

"فیض اگر ایک طرف اقبال کی "بانگ درا" کی شاعری کے اولین ادوار کے رنگوں سے متاثر ہے تو دوسری طرف روایت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی حسرت کی فاسقانہ اور عاشقانہ کیفیات کو بھی اس نے ایک خاص سطح پر قبول کیا ہے اور یوں بہت گہرائی سے اردو شاعری کی روایت سے استفادہ کیا ہے۔"[۲۱]

مے خانے کی رونق ہیں، کبھی خانقہوں کی
اپنا لی ہوس والوں نے جو رسم چلی ہے
دلداریِ واعظ کو ہمیں باقی ہیں ورنہ
اب شہر میں ہر رندِ خرابات ولی ہے[۲۲]

فیض اپنے شعری محرکات کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کہ یوں تو اس عہد میں پورے علاقے پر علامہ اقبال کا اثر تھا مگر جہاں تک براہ راست میرا تعلق ہے وہ میری نوجوانی کا زمانہ تھا اور زمانے میں عام طور پر شاعر رومانی شاعری کر رہا تھا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

شیخ صاحب سے رسم و راہ نہ کی
شکر ہے زندگی تباہ نہ کی(۲۳)

شیخ صاحب کی نصیحتوں اور وعظ سے تنگ آکر عالمِ بیزاری میں فیض یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ

فکرِ سود و زیاں تو چھوٹے گی
مِن۔َت این و آں تو چھوٹے گی
خیر' دوزخ میں مَے ملے نہ ملے
شیخ صاحب سے جاں تو چھوٹے گی(۲۴)

ایسی تلخ حقیقت فیض جیسانڈر اور بے باک شاعر ہی اپنی شاعری میں بیان کر سکتا ہے

کچھ محتسبوں کی خلوت میں' کچھ واعظ کے گھر جاتی ہے
ہم بادہ کشوں کے حصے کی' اب جام میں کمتر جاتی ہے(۲۵)

ایسے ناداں بھی نہ تھے جاں سے گزرنے والے
ناصحو' پند گرو' راہ گزر تو دیکھو(۲۶)

صفِ زاہداں ہے تو بے یقیں' صفِ میکشاں ہے تو بے طلب
نہ وہ صبح ورد و وضو کی ہے' نہ وہ شام جام و سبو کی ہے(۲۷)

غم گسار کی موجودگی کی لذت بھی کسی نعمت سے کم نہیں کہ جس میں رقیب اور ناصح' برہمن اور شیخ سب کی دشنام طرازیاں گوارا ہوتی ہیں۔

نہ اب رقیب نہ ناصح نہ غم گسار کوئی
تم آشنا تھے تو تھیں آشنائیاں کیا کیا(۲۸)
یہ برہمن کا کرم' وہ عطائے شیخِ حرم
کبھی حیات کبھی مَے حرام ہوتی رہی(۲۹)

مختصر یکہ اقبال اور فیض کے کلام میں شیخ اور ناصح کی شخصیات کے ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے جو معاشرے میں جابجا نظر آتے ہیں اور جن کی بدولت عام انسان کے لیے مذہب اور معاشرے دو علیحدہ علیحدہ اکائیوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں۔ در حقیقت یہ آج بھی ہمارے معاشرے کے ایسے کردار ہیں جنھوں نے ہماری زندگیوں میں الم اور تلخیوں کے ناقابل بیان رنگ بھرے ہیں۔۔۔ ایسے رنگ جنھوں نے ہم سے زندگی کی خوشیوں اور سکون کے لمحات چھین کر ہمیں ذہنی ناآسودگی اور کرب کا تحفہ دیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

حوالہ جات

۱۔ اقبال؛کلیات اقبال(اردو)'لاہور:اقبال اکادمی؛1994؛ص93
۲۔ کلیات اقبال(اردو)ص133
۳۔ یوسف حسین خان،روحِ اقبال(صدی ایڈیشن)، نئی دہلی:غالب اکیڈمی،1976ء،ص29
۴۔ کلیات اقبال(اردو)ص133
۵۔ کلیات اقبال(اردو)ص209
۶ خلیفہ عبدالحکیم،ڈاکٹر،فکر اقبال،لاہور:بزم اقبال،ص۱۵۰
۷۔ کلیات اقبال(اردو)ص315
۸۔ کلیات اقبال(اردو)ص317
۹۔ کلیات اقبال(اردو)ص318
۱۰۔ یوسف حسین خان،روحِ اقبال(صدی ایڈیشن)، نئی دہلی:غالب اکیڈمی،1976ء،ص29
۱۱۔ کلیات اقبال(اردو)ص319
۱۲۔ کلیات اقبال(اردو)ص322
۱۳۔ خلیفہ عبدالحکیم،ڈاکٹر،فکر اقبال،لاہور:بزم اقبال،ص151
۱۴۔ کلیات اقبال(اردو)ص397
۱۵۔ کلیات اقبال(اردو)ص541
۱۶۔ کلیات اقبال(اردو)ص552
۱۷۔ فیض احمد فیض'نسخہ ہائے وفا'لاہور:مکتبہ کارواں'س ن'ص164
۱۸۔ یوسف حسین خان،روحِ اقبال(صدی ایڈیشن)،ص۱۵
۱۹۔ (نسخہ ہائے وفا186
۲۰۔ (نسخہ ہائے وفا187
۲۱۔ صلاح الدین حیدر، فیض احمد فیض شخصیت اور فن، مقالہ پی ایچ ڈی، 1987، ص117
۲۲۔ (نسخہ ہائے وفا190
۲۳۔ (نسخہ ہائے وفا235
۲۴۔ (نسخہ ہائے وفا265
۲۴۔ (نسخہ ہائے وفا266
۲۶۔ (نسخہ ہائے وفا276
۲۷۔ (نسخہ ہائے وفا420
۲۸۔ (نسخہ ہائے وفا526
۲۹۔ (نسخہ ہائے وفا535